احکام وشرائع

شیخ عبدالملك القاسم
ترجمہ وتحقیق: کامران طاہر

عشرۂ ذی الحجہ اور عید الاضحیٰ کے فضائل واحکام

تمام تعریف اللہ تبارک وتعالیٰ کو سزاوار ہے جس نے اپنے صالح بندوں کو ایسے مواقع عطا کیے جن میں کثرت کے ساتھ نیک اعمال بجالاتے ہیں اور موت تک اُنہیں یہ مہلت اور موقع فراہم کیا کہ نیکیوں کے ان مختلف موسموں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے دن اور رات کی مبارک گھڑیوں میں بھلائیوں کے وافر ثمرات اپنے دامن میں سمیٹ سکیں۔

اور درود وسلام ہوں ہمارے نبی محمد ﷺ اور ان کی آل اور ان کے تمام اصحابؓ پر!

اُمت ِمحمدیہ کی عمریں سابقہ اُمم کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: «أعمار أمتی ما بين الستين إلى السبعين» (ترمذی:۳۵۵۰) ''میری اُمت کے لوگوں کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہیں۔'' لیکن اللہ تعالیٰ نے عمروں کی اس کمی کی تلافی اس طرح سے کی کہ اُنہیں ایسے کثیر اعمالِ صالحہ عنایت فرمائے جو گویا عمر میں برکت کا باعث ہیں۔ جو شخص ان اعمال کو بجالائے گا، گویا اسے ایک طویل عمر عطا کی گئی۔ ان اعمال میں سے ایک عمل شب ِقدر کی عبادت ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ (القدر:۳)

''شب ِقدر (کی عبادت) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔''

امام رازیؒ فرماتے ہیں: ''اعلم أن من أحياها فكأنما عبد الله نيفا وثمانية سنة ومن أحياها كل سنة فكأنما رزق أعمارا كثيرة''

''جان لو! جس نے اس شب عبادت کی، اس نے گویا اللہ کی اسّی سے زائد سال عبادت کی اور جس نے ہر سال ایسا کیا گویا اسے بہت ساری عمریں عطا کی گئیں۔''

ایسے مبارک اوقات میں ذوالحجہ کے دس دن بھی شامل ہیں جن کی فضیلت قرآنِ کریم اور

احادیث میں وارد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالْفَجْرِ ○ وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ (الفجر:۱،۲) ''قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔''

امام ابن کثیرؒ اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے مراد ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔

اور اِرشادِ ربانی ہے: ﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ﴾ (الحج:۲۸)

''ان معلوم دِنوں میں اللہ کے نام کا ذکر کریں۔''

ابن عباسؓ کا قول ہے: ''أیام معلومات سے مراد ذوالحجہ کے ہی دس دن ہیں۔''

امام بخاریؒ اپنی صحیح میں ابن عباسؓ سے روایت لائے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«ما العمل في أيام أفضل من هذه» قالوا: ولا الجهاد؟ قال: «ولا الجهاد إلا رجل خرج يخاطر بنفسه وماله فلم يرجع بشيء» (صحیح بخاری:۹۶۹)

''(ذوالحجہ) کے دِنوں میں کئے گئے اعمال سے کوئی عمل افضل نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کی: جہاد بھی نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: جہاد بھی نہیں، مگر وہ شخص جو اپنی جان اور مال لے کر اللہ کے رستے میں نکلا اور کسی چیز کے ساتھ واپس نہ لوٹا۔''

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«ما من أيام أعظم عند الله ولا أحب إليه العمل فيهن من هذه الأيام العشر، فأكثروا فيهن من التهليل والتكبير والتحميد» (مسند احمد:۲/۷۵) ①

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں سے زیادہ کوئی دن برتر نہیں اور نہ ہی ان ایام میں کئے گئے اعمال سے کوئی عمل زیادہ پسندیدہ ہے۔ پس ان دنوں میں کثرت کے ساتھ اللہ کی تہلیل، کبریائی اور تعریف کرو۔''

سعید بن جبیرؒ کے متعلق آتا ہے کہ جب ذوالحجہ کے دس دن شروع ہوتے تو آپؒ اعمال میں اپنی طاقت سے بڑھ کر محنت کرتے اور آپؒ کا یہ فرمان بھی ہے کہ ''اس عشرے کی راتوں میں اپنے چراغوں کو بجھنے نہ دو۔'' (یعنی قراءت اور قیام کا اہتمام کرو)

ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

---

① اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ضعیف راوی ہے جب کہ انہی الفاظ سے ابن عمرؓ سے ایک اور طریق سے حسن درجہ کی روایت وارد ہے۔ دیکھئے مسند ابی عوانہ:۳۰۲۴

www.KitaboSunnat.com

والذي يظهر أن السبب في امتياز عشر ذي الحجة لمكان اجتماع أمهات العبادة فيه، وهي الصلاة والصيام والصدقة والحج، ولا يتأتي ذلك في غيره (فتح الباری:۲/۴۶۰)

''عشرۂ ذوالحجہ کی برتری کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسی اساسی عبادات جمع ہوچکی ہیں جبکہ دوسرے دنوں میں ایسا نہیں۔''

حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں:

"لما كان الله سبحانه قد وضع في نفوس عباده المؤمنين حنيًّا إلى مشاهدة بيته الحرام، وليس كل أحد قادرًا على مشاهدته كل عام، فرض على المستطيع الحج مرة واحدة في عمره وجعل موسم العشر مشتركا بين السائرين والقاعدين"

''جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں کے دلوں میں بیت الحرام کے مشاہدے کا اشتیاق پیدا کر دیا تو چونکہ ہر سال اس کی زیارت کا شرف حاصل کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے استطاعت رکھنے والے پر زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض کر دیا اور أیام العشر کو حج کے لئے سفر کرنے والے اور پیچھے رہ جانے والے سب کے لئے نیکیوں کا موسم بہار بنا دیا۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے پوچھا گیا کہ ذوالحجہ کے دس دن افضل ہیں یا رمضان المبارک کے آخری دس دن؟ تو آپؒ نے جواب دیا:

''ذوالحجہ کے دس دن رمضان المبارک کے آخری دس دنوں سے افضل ہیں اور رمضان المبارک کے آخری دنوں کی راتیں ذوالحجہ کے عشرہ کی راتوں سے افضل ہیں۔'' (فتاویٰ:۶/۱۰۰)

مسلمان بھائیو! اپنے وقت کو کارآمد بنانے اور قیمتی گھڑیوں کے فوائد سمیٹنے میں جلدی کیجئے تاکہ آپ کی باقی ماندہ عمر کا مول پڑ جائے اور اللہ سے آئندہ وقت ضائع کرنے کی معافی مانگئے، بلاشبہ ان مبارک ایام میں نیک اعمال کی چاہت میں رہنا بھلائی کی طرف پیش رفت ہے اور تقویٰ پر دلالت کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ذٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ (الحج:۳۲)

www.KitaboSunnat.com

''جو اللہ کی نشانیوں کی عزت وتکریم کرے تو یہ اس کے دلی تقویٰ کی وجہ سے ہے۔''

اِن ایام میں مستحب افعال

ایک مسلمان کو یہی زیبا ہے کہ وہ اس عام بھلائی کے موسموں کا سچی توبہ کے ساتھ استقبال اور خیر مقدم کرے۔ کیونکہ دنیا و آخرت میں اگر کوئی خیر سے محروم ہوتا ہے تو صرف اپنے گناہوں کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾

''تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی کا بدلہ ہے، وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرمالیتا ہے۔'' (الشوریٰ:۳۰)

گناہ دِلوں پر قدیم اثرات چھوڑ جاتے ہیں۔ جس طرح زہر جسموں کو نقصان پہنچاتا ہے اور جسم سے ان کا نکالنا ضروری ہوجاتا ہے بعینہٖ گناہ بھی دلوں پر مکمل طور پر اثر چھوڑتے ہیں، اسی طرح سیاہ کاریاں الگ کھیتی اُگا دیتی ہیں اور گناہوں کی دوسری آلائشوں کو بھی دعوت دیتی ہیں، جس سے ان کی نمو ہوتی رہتی ہے حتیٰ کہ ان آلائشوں کو انسان کے لئے دلوں سے نکالنا یا علیحدہ کرنا انتہائی دشوار ہوجاتا ہے۔ لہٰذا مسلمانو! سچی توبہ کرتے ہوئے، سیاہ کاریوں اور گناہوں سے دامن بچاتے ہوئے اللہ سے بہ اصرار بخشش طلبی کے ساتھ ان ایام کا استقبال کیجئے اور اللہ عزوجل کے ذکر پر ہمیشگی اختیار کرلیں۔ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اچانک کب اس کو موت کا بلاوا آجائے اور وہ اس دنیاے فانی سے کوچ کرجائے۔

اَب ھم ان چند نیك اعمال کا ذکر کرتے ھیں:

① عام نیک اعمال کثرت کے ساتھ بجالانا

آپ ﷺ نے فرمایا: «ما من أيام أعظم عند الله و لا أحب إليه العمل فيهن من هذه الأيام العشر...» (حوالہ سابق)

اور وہ نیک اعمال جن کے بارے میں عام طور پر لوگ غفلت کا شکار رہتے ہیں، ان میں قرآن کی تلاوت، بہت زیادہ صدقہ کرنا، مساکین پر خرچ کرنا، أمر بالمعروف ونھی عن المنکر پر عمل کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

۲ نماز

فرائض کی طرف جلدی کرنا، پہلی صف کے لئے سعی کرنا پسندیدہ اعمال ہیں۔ اسی طرح نوافل زیادہ سے زیادہ ادا کئے جائیں، کیونکہ اللہ کے قرب کے لئے کئے جانے والے اعمال میں یہ سب سے افضل عمل ہے۔ثوبانؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

«عليك بكثرة السجود لله فإنك لا تسجد لله سجدة إلا رفعك الله بها درجة ، وحط عنك بها خطيئة» (صحیح مسلم:۴۸۸)

''اللہ کے آگے کثرت سے سجدہ ریز ہوا کر، اللہ کے آگے تیرے ایک سجدہ کرنے سے اللہ تیرا ایک درجہ بلند کردے گا اور تیری ایک خطا کو مٹا دے گا۔''

نماز کے لئے مکروہ اوقات کے علاوہ یہ نیک عمل ہر وقت کیا جاسکتا ہے۔

۳ روزے

حدیث میں ہے کہ كان رسول الله ﷺ يصوم تسع ذي الحجة، ويوم عاشوراء، وثلاثة أيام من كل شهر (سنن ابوداود:۲۴۳۷)

''آپ ﷺ تسع ذي الحجة[۲]، دس محرم اور ہر مہینے کے تین دن (ایامِ بیض) کے روزے رکھتے تھے۔''

حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں:

«أربع لم يكن يدعهن رسول الله ﷺ: صيام عاشوراء، والعشر، وثلاثة أيام من كل شهر، والركعتين قبل الغداة» (مسند احمد:۶/۲۸۷)

---

۲ اس روایت کے بعد میں آنے والی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا یہاں تسع ذي الحجة سے مقصود ذوالحجہ کے نو روزے ہیں۔ واللہ اعلم! تسع ذي الحجة کا معنی ۹/روزے کرنا درست معلوم ہوتا ہے جس کی تائید آپؐ کی مذکورہ حدیث أربع لم يكن يدعهن ...العشر... میں العشر: 'دس روزے' کے الفاظ بھی کرتے ہیں، نیز امام ابوداود کا اس روایت کو باب في صوم العشر کے تحت لانا اور سنن نسائی کی روایت میں كان يصوم تسعا من ذي الحجة ''ذی الحجہ کے نو دن کے روزے'' کے الفاظ سے مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ آپؐ ذوالحجہ کے مہینے کے ۹/روزے رکھتے تھے۔ (مترجم)

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ چار کام نہیں چھوڑتے تھے، عاشورا کا روزہ، عشرہ ذوالحجہ③ کے روزے، اور ہر مہینے کے تین دن (ایام بیض) کے روزے اور فجر کی دو سنتیں۔''

اور آپؐ کا فرمان ہے: «ما من عبد يصوم يوما في سبيل الله إلا باعد الله بذلك اليوم وجهه عن النار سبعين خريفا» (صحیح بخاری:۲۸۴۰،صحیح مسلم:۱۱۵۲)

''جو آدمی اللہ کے رستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے، اللہ اس کے اور جہنم کے درمیان ستر سال کی دوری ڈال دیتے ہیں۔''

امام نوویؒ عشرہ ذوالحجہ کے روزوں کے متعلق فرماتے ہیں:

''ان کا رکھنا بہت زیادہ پسندیدہ ہے۔''

نبی کریمؐ کا عرفہ کے روزہ کو ذوالحجہ کے دس دنوں میں خاص کرنے کی وجہ اس کی فضیلت کو ظاہر کرنا تھا جیسا کہ آپؐ نے فرمایا: «صيام يوم عرفة احتسب على الله أن يكفر السنة التى قبله والتي بعده» (صحیح مسلم:۱۱۶۲) ''عرفہ کے دن کا روزہ رکھنا، مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ بنا دے۔''

④ حج وعمرہ کی ادائیگی

نبیؐ کا فرمان ہے: «والحج المبرور ليس له جزاء إلا الجنة» (صحیح بخاری:۱۷۷۳)

''حج مبرور کی جزا تو صرف جنت ہے۔''

اور فرمایا: «من حج هذا البيت فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته أمه»

''جس شخص نے اللہ کے گھر کا حج کیا اور بے ہودگی وفسق سے بچا رہا تو اس حالت میں لوٹے گا جیسے آج ہی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہو۔'' (صحیح بخاری:۱۸۲۰)

⑤ تکبیر، تہلیل اور تحمید

ابن عمرؓ کی روایت پہلے گزر چکی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

---

③ عشرہ ذوالحجہ میں دس ذوالحجہ کا دن شامل نہیں۔ عشر کا لفظ باقی نو دن کے غلبہ کی وجہ سے بولا گیا ہے جب کہ دسویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنے کی ممانعت نبی ﷺ سے ثابت ہے، حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے:

"نهى رسول الله ﷺ عن صوم يوم الفطر والنحر" (صحیح بخاری:۱۹۹۱)

''رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزے سے منع فرمایا ہے۔'' (مترجم)

www.KitaboSunnat.com

''اِن دِنوں میں کثرت کے ساتھ تہلیل، تکبیر اور تحمید کیا کرو۔''④

امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ ''كان ابن عمر وأبوهريرة يخرجان إلى السوق في أيام العشر يكبِّران ويكبر الناس بتكبيرهما'' (صحیح بخاری قبل حدیث ۹۶۹)

''حضرت عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں بازار میں نکل جاتے اور تکبیریں بلند کرتے اور لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیریں کہنے میں مل جاتے۔''

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''وكان عمر يكبر في قبته بمنى فيسمعه أهل المسجد فيكبرون ويكبر أهل الأسوق حتى ترتجَّ منٰى تكبيرا'' (صحیح بخاری قبل حدیث ۹۷۰)

''حضرت عمرؓ منیٰ میں اپنے خیمہ میں تکبیریں بلند کرتے جسے مسجد کے لوگ سنتے اور تکبیریں کہتے اور بازار والے بھی تکبیریں کہنا شروع کر دیتے حتیٰ کہ منیٰ تکبیروں سے گونج اٹھتا۔''

ابن عمرؓ اِن دِنوں میں منیٰ میں تکبیریں کہتے اور ان کی تکبیریں کہنے کا یہ سلسلہ نمازوں کے بعد، بستر پر، خیمہ میں، مجلس میں اور چلتے پھرتے، سارے دِنوں میں جاری رہتا۔

مردوں کے لئے اونچی آواز میں تکبیریں کہنا مستحب ہے، جیسا کہ حضرت عمرؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور ابوہریرہؓ سے ثابت ہے جبکہ عورتیں یہ تکبیرات پست آواز میں کہیں۔ اُمّ عطیہ فرماتی ہیں:

...حتى نخرج الحيض فيكن خلف الناس فيكبرن بتكبيرهم ويدعون بدعائهم ... (صحیح بخاری:۹۷۱)

''حتیٰ کہ ہم حیض والیوں کو بھی عیدگاہ کی طرف نکالیں اور وہ لوگوں کے پیچھے رہیں ان کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہیں اور ان کی دعاؤں کے ساتھ دعائیں کریں۔''

ہم مسلمان ہیں اور ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم ایسی سنت جو اَب متروک ہوتی جارہی ہے کا احیا کریں، وگرنہ قریب ہے کہ یہ سنت جس پر سلف صالحین کاربند تھے، اہل خیر و اصلاح کو بھی بھلا دی جائے۔

تکبیر دو طرح ہے: ① مطلق ② مقید

④ تہلیل: لا إله إلا الله، تکبیر: الله أكبر، تحمید: الحمد لله، صحابہ سے منقول تکبیرات الله أكبر الله أكبر لا اله إلا الله والله أكبر الله أكبر ولله الحمد پڑھنے سے ان تینوں پر عمل ہوجاتا ہے۔ (مترجم)

www.KitaboSunnat.com

اللجنة الدائمة للإفتاء کے ایک فتویٰ میں اس کی صراحت یوں کی گئی ہے:

يشرع في عيد الأضحى التكبير المطلق، والمقيد، فالتكبير المطلق في جميع الأوقات من أوّل دخول شهر ذي الحجة إلى آخر أيام التشريق۔ وأما التكبير المقيد فيكون في أدبار الصلوات المفروضة من صلاة الصبح يوم عرفة إلى صلاة العصر من آخر أيام التشريق، وقد دل على مشروعية ذلك الإجماع، وفعل الصحابة (فتاوى اللجنة الدائمة:١٠/٣١٧)

''عیدالاضحیٰ میں تکبیر مطلق اور تکبیر مقید دونوں مشروع ہیں۔ ذی الحجہ کے مہینہ کے شروع سے ایامِ تشریق کے آخر تک تکبیروں کو تکبیر مطلق کہتے ہیں جبکہ تکبیر مقید یہ ہے کہ عرفہ کے دن صبح کی نماز کے بعد سے لے کر ایامِ تشریق کے آخری دن عصر تک فرض نمازوں کے بعد تکبیرات کہی جائیں۔ اس عمل کی مشروعیت پر اجماع اور صحابہؓ کا عمل دلیل ہے۔''

اسی طرح شیخ عُثیمینؒ سے استفسار کیا گیا کہ نمازوں کے بعد مسنون اذکار، مثلاً استغفار وغیرہ سے پہلے تکبیریں پڑھی جاسکتی ہیں؟ تو اُنہوں نے جواب دیا:

إن الاستغفار واللهم أنت السلام؛ ألصق بالصلاة من التكبير فالاستغفار عقب الصلاة مباشرة لأن المصلي لا يتحقق أنه أتقن الصلاة بل لابد من خلل

''بے شک استغفر الله اور اللهم أنت السلام کو تکبیرات سے پہلے نماز کے ساتھ ملا دیں۔ نماز کے متصل بعد استغفار کی وجہ یہ ہے کہ نمازی یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ اس سے نماز میں کوئی قصور واقع نہیں ہوا بلکہ نماز میں نقص پیدا ہو ہی جاتا ہے۔'' (جس کی معافی نمازی نماز کے فوراً بعد اللہ سے طلب کرلیتا ہے)

تکبیرات کے الفاظ⑤

① الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر كبيرًا (بیہقی:٣/٣١٦)

② الله أكبر كبيرا، الله أكبر كبيرا، الله أكبر وأجل، الله أكبر ولله الحمد

(مصنف ابن ابی شیبہ:٢/١٦٧)

⑤ تکبیرات کے الفاظ آپؐ سے کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں البتہ اوّل الذکر الفاظ حضرت سلمان فارسیؓ اور ثانی الذکر الفاظ ابن عباسؓ اور آخری کلمات عبداللہ بن مسعودؓ سے صحیح سند سے مروی ہیں۔ (مترجم)

www.KitaboSunnat.com

③ الله أكبر ، الله أكبر ، لا اله إلا الله والله أكبر ، الله أكبر ولله الحمد (ایضاً)

عیدالاضحیٰ کے احکام (یومِ عید کے احکام)

مسلمان بھائی! اللہ عزوجل کا شکر ادا کریں جس نے آپ کو یہ عظیم دن نصیب فرمایا اور آپ کی عمر دراز کی کہ آپ پے در پے ان دنوں اور مہینوں کو دیکھ لیں اور ان ماہ وایام میں ایسے اعمال، اقوال اور افعال کی نشاندہی فرمادی جو آپ کو اللہ کے قریب کرنے کا وسیلہ ہیں۔

عید اُمتِ محمدیہ کا خاصہ، دین کی علامت اور اسلامی شعار ہے۔ اب اس کی حفاظت اور تعظیم ہم پر لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ (الحج:۳۲)

''جو اللہ کی نشانیوں کی عزت وتکریم کرے تو یہ اس کے دلی تقویٰ کی وجہ سے ہے۔''

بعض علما کے نزدیک یوم النحر سال کے تمام دنوں سے افضل ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے، آپؐ نے فرمایا: «أعظم الأيام عند الله يوم النحر ، ثم يوم القرّ»

''اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک سب دنوں سے عظیم یوم النحر ہے پھر یوم القر۔ (گیارہ ذوالحجہ کو یوم القر کہتے ہیں)'' (سنن ابوداود:۱۷۶۵)

اب عیدالاضحیٰ کے دن کے آداب واَحکام مختصراً بیان کئے جاتے ہیں:

❶ نماز کے لئے جلد آنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (البقرة:۱۴۸)

''نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔'' اور عید کی نماز تو عظیم نیکیوں میں سے ہے۔

امام بخاریؒ باب التبكير للعيد (عید کی نماز کے لئے جلدی کرنے کا بیان) کے تحت حضرت براء بن عازبؓ کی یہ حدیث لائے ہیں:

خطبنا النبي ﷺ يوم النحر فقال: «إن أوّل ما نبدأ به في يومنا هذا أن نصلي...» (صحیح بخاری:۹۶۸) ''نحر کے دن نبی ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''اس دن میں ہمارا سب سے پہلا کام عید کی نماز ادا کرنا ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''اس سے پتہ چلتا ہے کہ عید کے دن سوائے عید کی نماز کی تیاری کے کسی کام میں مشغول ہونا مناسب نہیں اور یہ ضروری ہے کہ نمازِ عید سے پہلے اس کے علاوہ کچھ نہ کیا جائے۔ یہ امر عید گاہ کی طرف جلدی نکلنے کا تقاضا کرتا ہے۔'' (فتح الباری:۲/۴۵۷)

❷ تکبیر کہنا

تکبیر مقید☆ مشروع ہے جو کہ فرض نمازوں کے بعد کہی جاتی ہیں اور اس کا وقت یومِ عرفہ کے دن فجر کے بعد سے لے کر ایامِ تشریق کی آخری یعنی تیرہویں ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ﴾ (البقرۃ:۲۰۳)

''اور اللہ کو ان چند گنتی کے دِنوں (ایامِ تشریق) میں یاد کرو۔''

❸ قربانی کے جانور کو ذبح کرنا

عید کی نماز کے بعد قربانی کے جانور کو ذبح کیا جاتا ہے۔ نبیؐ نے فرمایا:«من ذبح قبل أن يصلی فليعد مكانها أخرى، ومن لم يذبح فليذبح» (صحیح بخاری:۵۵۶۲)

''جس شخص نے عید کی نماز سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کیا تو وہ اس کی جگہ پر عید کے بعد ایک اور جانور ذبح کرے اور جس نے نماز سے پہلے ذبح نہیں کیا وہ بعد میں ذبح کرے۔''

قربانی کا جانور ذبح کرنے کے چار دن ہیں جن میں ۱۰ ذوالحجہ اور ایام تشریق کے تین دن ہیں جس طرح کہ نبیؐ سے ثابت ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:«كل أيام التشريق ذبح»

''ایام تشریق سب کے سب قربانی کے دن ہیں۔''⑥ (السلسلة الصحيحة:۲۴۷۶)

❹ عید کے دن نئے کپڑے، خوشبو اور غسل

مردوں کے لئے عید کے دن یہ ہے کہ وہ غسل کریں، خوشبو لگائیں اور اِسراف سے بچتے

☆ تکبیر مقید سے کیا مراد ہے، چند صفحات قبل یہ بحث گزری چکی ہے۔ مزید برآں تکبیر مقید کے سلسلے میں ایک بحث پہلے بھی محدث میں شائع ہو چکی ہے، دیکھئے ڈاکٹر ابو جابر دامانوی کا مضمون مطبوعہ محدث جنوری ۲۰۰۶ء

⑥ ذکر کردہ روایت کی صحت وضعف کے حکم کے بارے میں علما کے درمیان اختلاف ہے۔ لہٰذا علامہ البانیؒ کی تصحیح کے باوجود اس روایت کی استنادی حالت مزید تحقیق کی متقاضی ہے۔ (مترجم)

www.KitaboSunnat.com

ہوئے عمدہ لباس پہنیں، کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے نہ لٹکائیں اور داڑھی مونڈنے جیسے حرام کام کا ارتکاب ہرگز نہ کریں۔ عورتوں کو نمائشی بناؤ سنگھار کرنے اور خوشبو لگائے بغیر عیدگاہ کی طرف نکلنا چاہئے۔ مسلمان عورتوں کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ نماز وغیرہ کے لئے نکلیں تو اللہ کی نافرمانی سے بچتے ہوئے غیر محرم مردوں کے سامنے بناؤ سنگھار کی نمائش، بے پردگی اور خوشبو لگانے سے مکمل اجتناب کریں۔

۵ عیدگاہ کی طرف پیدل جانا اور جاے نماز

عیدگاہ کی طرف ممکن ہو تو پیدل جانا چاہئے اور یہی نبی ﷺ کی سنت ہے۔ عید کی نماز کھلی جگہ پر پڑھنا آپؐ سے ثابت ہے لیکن بارش وغیرہ کی وجہ سے مسجد میں بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

۶ مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کرنا اور خطبہ میں شمولیت

علماے محققین کے نزدیک عید کی نماز پڑھنا واجب ہے۔ امام ابن تیمیہؒ کی بھی یہی رائے ہے، فرماتے ہیں: أن صلاة العيد واجبة لقوله تعالى ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر:۲) ''بے شک عید کی نماز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی رو سے واجب قرار پاتی ہے۔ (فتاویٰ: ۲۹۸/۵) اور یہ وجوب بغیر شرعی عذر کے ساقط نہیں ہوتا۔ حیض والیوں اور نوعمر لڑکیوں سمیت تمام عورتوں پر واجب ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ عیدگاہ میں حاضر ہوں اور حیض والی عورتیں عیدگاہ میں علیحدہ رہیں۔

۷ راستہ بدلنا

نبی ﷺ کے عمل کے مطابق عیدگاہ میں آتے جاتے راستہ بدلنا سنت ہے۔ (بخاری:۹۸۶)

۸ عید کی مبارک باد دینا

عید کے دن مبارک باد کے طور پر تقبل الله منا ومنكم کے الفاظ کہے جائیں۔ ⓻

⓻ یہ کلمات صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کو عید سے لوٹتے ہوئے کہتے تھے۔ ابن ترکمانیؒ لکھتے ہیں کہ ''محمد بن زیادؒ کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ جب لوٹتے تو ایک دوسرے کو تقبل الله منا ومنك کہتے۔'' امام احمد بن حنبلؒ نے اس کی سند کو 'جید' کہا ہے۔ (الجوهر النقي على ذيل سنن البيهقي:۳۱۹/۳)

www.KitaboSunnat.com

⑨ کھانے پر اکٹھے ہونا

عید کے دن کھانے کی دعوت پر اکٹھے ہونا سنت سے ثابت ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: جمع الناس للطعام في العيدين وأيام التشريق سنة، وهو من شعائر الإسلام التي سنّها رسول الله ﷺ

''عیدین اور ایامِ تشریق میں کھانے کے لئے جمع ہونا سنت ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے اختیار کردہ شعائر میں سے ہے۔'' (الفتاویٰ:۶/۱۰۷)

☜ ان مقدس ایام میں سرزد ہونے والے غیر مشروع کاموں سے اجتناب کیجئے۔ ان میں سے چند ایک کا ہم اختصار سے ذکر کرتے ہیں:

① تکبیرات کو سب لوگوں کا ایک ہی آواز میں اکٹھے پڑھنا یا کسی ایک شخص کے تکبیر کہنے پر سب کا بیک زبان ہوکر تکبیرات پڑھنا۔

② اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے اس دن دل بہلانا، مثلاً گانا وغیرہ سننا، فلمیں دیکھنا، غیر محرم مردوزن کا آپس میں اختلاط اور اس کے علاوہ دیگر منکرات کا ارتکاب۔

③ ان ایام میں بال اور ناخن کٹوانا جبکہ آپؐ نے ان دنوں میں اس عمل سے منع فرمایا ہے۔

④ بلا مصلحت اور بے فائدہ اسراف وتبذیر کرنا اور یہ اسراف وتبذیر خواہ وہ کپڑوں میں ہو یا کھانے اور پینے میں ہر حال میں حرام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُسْرِفُوْا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ (الانعام:۱۴۱)

''اِسراف نہ کرو بے شک وہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

⑤ عید کی شب بیداری کے مشروع ہونے کا عقیدہ رکھنا اور اس کی فضیلت میں غیر مستند روایات نقل کرنا۔

⑥ زیارتِ قبور اور مردوں کو سلام بھیجنے وغیرہ کے لئے عید کے دن کو شرعاً مخصوص سمجھنا۔

⑦ عید کے دن روزہ رکھنا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر کے دن اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری:۱۹۹۱)

☜ ان ایام میں ہر مسلمان کو خاص طور پر نیکی اور خیر کے کاموں کی کوشش کرنا چاہیے اور

www.KitaboSunnat.com

وہ نیک اعمال: صلہ رحمی کرنا، عزیز واقارب سے میل جول رکھنا، بغض، حسد اور ناگواری سے اپنے دل کو پاک رکھنا، مسکینوں، یتیموں اور فقراء پر مہربانی کرنا اور ان کے ساتھ تعاون کرکے اُنہیں آسودگی پہنچانا وغیرہ ہے۔

قربانی سے متعلقہ بعض مشروع احکام

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان:﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر:۲) ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ﴾ (الحج:۳۶) کے ساتھ قربانی کرنے کو مشروع قرار دیا ہے اور یہ سنتِ مؤکدہ ہے، باوجود استطاعت کے قربانی نہ کرنے کو ناپسند کیا گیا ہے۔ حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ أن رسول الله ﷺ ضحی بکبشین أملحین أقرنین ذبحهما بیده وسمی وکبر (صحیح بخاری:۵۵۶۵)''نبیؐ نے دو سینگوں والے چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی اور اُنہیں اپنے ہاتھ سے بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھتے ہوئے ذبح کیا۔''

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:«ما عمل آدمي من عمل يوم النحر أحب إلى الله من إهراق الدم، إنها لتأتي يوم القيامة بقرونها وأشعارها وأظلافها وإن الدم ليقع من الله بمكان قبل أن يقع من الأرض، فطيبوا بها نفسا»

''نحر کے دن آدمی کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اللہ کے ہاں اتنا پسندیدہ ہو جتنا کہ اس دن خون بہانا اور یہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، کھروں اور بالوں کے ساتھ آئے گا۔ اور خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی یہ عمل اللہ کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے، پس اپنے دلوں کو قربانی کرنے پر راضی کرو۔'' (جامع ترمذی:۱۴۹۳'ضعیف')

رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب اپنی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرتے تھے۔

❁ شیخ محمد بن صالح عُثیمین سے سوال کیا گیا کہ کیا محتاج قرض لے کر قربانی کرسکتا ہے؟

آپؒ نے جواب دیا:''اگر تو اسے یقین ہے کہ وہ قرض ادا کرسکتا ہے تو قرض لے کر قربانی کرلے اور اگر وہ جانتا ہے کہ اس کے لئے قرض لوٹانا مشکل ہوجائے گا تو قربانی کے لئے اس کا قرض اُٹھانا مناسب نہیں۔''

قربانی صرف اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری کی ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

﴿لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ (الحج:۳۴)

''تا کہ (ہر اُمت کے) لوگ ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو بخشے ہیں۔''

قربانی کے جانوروں میں سے اونٹ کو ذبح کرنا افضل ہے، پھر گائے، پھر بھیڑ اور بکری۔

قربانی کا جانور کیسا ہو؟

قربانی کی شرائط میں سے ہے کہ جانور ظاہری عیوب سے پاک ہو۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

«أربع لا تجوز في الأضاحی» فقال: «العوراء بین عورها، والمریضة بین مرضها، والعرجاء بین ضلعها، والکسیر التی لا تنقی» (ابوداود:۲۸۰۲)

''قربانی میں چار عیبوں والا جانور ذبح نہیں کیا جا سکتا: ① کانا: جس کا کانا پن ظاہر ہو۔ ② بیمار: جس کی بیماری واضح ہو۔ ③ لنگڑا: جس کا لنگڑا پن واضح ہو۔ ④ ایسا لاغر کہ اس کی ہڈیوں میں گودا تک نہ ہو۔''

قربانی کے ذبح کا وقت عید کی نماز کے فوراً بعد شروع ہو جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

«من ذبح قبل الصلاة فإنما یذبح لنفسه، ومن ذبح بعد الصلاة فقد تم نسکه وأصاب سنة المسلمین» (صحیح بخاری:۵۵۴۶)

''جس نے عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کر لی وہ صرف ذبیحہ ہے اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا، اس کی قربانی ادا ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کے طریقہ کو پا لیا۔''

ذبح کرنے والے کے لئے سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ دائیں ہاتھ سے ذبح کرے اور ذبح کرتے وقت بسم الله والله أكبر کہے اور ساتھ یہ بھی کہے کہ اللهم هذا عني اگر کسی کی طرف سے ذبح کر رہا ہے تو اس کا نام لے۔

آپ ﷺ کے متعلق وارد ہے کہ آپؐ نے ایک مینڈھا ذبح کیا اور اس کو ذبح کرتے ہوئے کہا: «بسم الله والله أکبر، اللهم هذا عنی وعن من لم یضح من أمتی» (ابوداود:۱۵۲۱) ''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ یہ قربانی میری طرف سے اور میری امت میں سے جس نے نہیں کی، اس کی طرف سے ہے۔''

قربانی دینے والے کے لئے یہ بھی سنت ہے کہ وہ قربانی کا گوشت خود کھائے، عزیز

www.KitaboSunnat.com

واقارب اور ہمسایوں کو ہدیہ کرے اور فقراء کو صدقہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ﴾ (الحج:۲۸)

''پس تم خود بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔''

اور فرمایا: ﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ﴾ (الحج:۳۶)

''خود بھی کھاؤ اور قانع مسکین (یعنی صبر شکر کرنے والے) اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ۔''

اسلاف میں سے بعض پسند کرتے تھے کہ گوشت کے تین حصے کئے جائیں[⑧] ایک حصہ اپنے لئے، ایک اقربا کو ہدیہ کے لئے اور ایک حصہ فقرا کے لئے مختص کیا جائے۔ وہ قصاب کو اس گوشت میں سے اُجرت کے طور پر کچھ بھی نہ دیتے تھے۔

❁ اگر آپ قربانی دینا چاہتے ہیں تو آپ پر ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہوتے ہی قربانی ذبح کرنے تک ناخن اور بال وغیرہ کٹوانا حرام ہوجاتا ہے۔ اُمّ سلمہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إذا [دخلت العشر] وأراد أحدكم أن يضحي فليمسك عن شعره وأظفاره» (صحیح مسلم:۱۹۷۷) ''جب کسی کا قربانی کا ارادہ ہو تو وہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہوتے ہی اپنے بال اور ناخن کٹوانے سے پرہیز کرے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ ''قربانی ذبح کرنے تک اپنے بال اور جلد میں سے کسی چیز کو نہ چھیڑے۔'' (ایضاً)

اگر آپ نے اس عشرہ کے دوران قربانی کی نیت کرلی ہے تو جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا، اب سے بال وغیرہ کاٹنے سے رُک جائیں اور یہ حکم صرف قربانی کرنے والے کے لئے ہے۔ ہاں اگر اس کے گھر کے دوسرے افراد اِن دِنوں میں بال وغیرہ کٹوالیں تو کوئی حرج نہیں۔☆

---

⑧ حصوں کے تعین کے بارے میں کوئی صریح نص موجود نہیں، لہٰذا اسے وجوب پر محمول نہ کیا جائے بلکہ پسندیدہ عمل ہی سمجھا جائے جس طرح کہ مصنف نے لکھا ہے۔

☆ مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن بازؒ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے یہ فتویٰ دیا کہ ''وہ لوگ جن کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے، مثلاً قربانی کرنے والے کے بیوی بچے۔ جب گھر کا سربراہ اپنے اور اپنے افرادِ خانہ کی طرف سے قربانی کررہا ہے، تو ان افراد کے لئے اپنے بال یا ناخن ترشوانا وغیرہ حرام نہیں ہے کیونکہ وہ خود قربانی کرنے والے نہیں ہیں۔ قربانی کرنے والا صرف وہی ہے جس نے اپنے مال سے قربانی کی قیمت ادا کی ہے۔ اور یہی رائے زیادہ راجح ہے۔'' (فتاویٰ اسلامیہ: ۲/۳۱۷) (مترجم)

www.KitaboSunnat.com

اور اگر کوئی قربانی کرنے والا اس فعل کا ارتکاب کربیٹھے تو اسے چاہئے کہ اللہ سے توبہ کرے اور دوبارہ یہ گناہ نہ کرے۔ اس گناہ کا کفارہ وغیرہ کچھ نہیں ہے اور نہ ہی یہ فعل اس کی قربانی میں اثرانداز ہوتا ہے۔ اور اس نے اپنے بال وغیرہ بھول کر یا کم علمی کی وجہ سے کاٹ لئے یا خود ہی گر گئے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ ایسی حالت کہ جس میں یہ چیزیں کاٹنا ضروری ہوجائیں کاٹی جاسکتی ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں، مثلاً ناخن جلد کو تکلیف دے رہا ہے تو کاٹا جاسکتا ہے۔ اسی طرح وہ بال جو آنکھوں میں گرتے ہیں اور آنکھیں دکھتی ہیں یا پھر زخموں کا علاج کرنے کے لئے چیزوں کو کاٹنا پڑتا ہے۔

جہاں تک قربانی استطاعت نہ رکھنے والے مسلمانوں کا تعلق ہے تو علما کرام کا یہ موقف ہے کہ وہ اگر قربانی کے ثواب میں شریک ہونا چاہتے ہیں تو وہ بھی اپنے بال یا ناخن وغیرہ کاٹنے سے گریز کریں۔ اس مسئلہ کی بنیاد نبی کریم ﷺ کا حسبِ ذیل فرمان ہے:

''ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میرے پاس محض دودھ کے لئے ایک بکری ہے، کیا میں اس کو بھی قربان کردوں؟ تو آپؐ نے فرمایا: ''نہیں لیکن تو عید کے روز اپنے ناخن اور بال کاٹ لے، اس سے تجھے بھی قربانی کا ثواب مل جائے گا۔'' (سنن ابوداود:۲۷۸۹'حسن')

مسلمانو! اس عظیم کام کے لئے آگے بڑھئے اور ان محروم لوگوں کی طرح نہ ہوجایئے کہ سارا سال مالِ کثیر خرچ کرتے ہیں اور جانور بھی ذبح کرتے ہیں لیکن جب عید کا وقت آتا ہے تو قربانی خریدنے میں سستی اور لاپرواہی برت جاتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں یہ دن ہر سال دیکھنا نصیب فرما اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل فرما لے۔ ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی بخشش فرما۔ آمین!

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

اطلاع: ماہنامہ 'محدث' کے گذشتہ سالوں کے شماروں کی خوبصورت جلد بندی کروالی گئی ہے بالخصوص آخری ۶ سالوں کے تمام شمارہ جات دستیاب ہیں۔ ہر جلد کی قیمت ۲۵۰ روپے ہے جس میں سال بھر کے تمام شمارے موجود ہیں۔ منگوانے کے لئے جلد رابطہ کریں!

www.KitaboSunnat.com